طیارہ حادثہ اور اہلِ علم کی رحلت

جناب عبدالقدوس محمدی

ہم ابھی اسلام آباد کے مسحور کن موسم بہار کی رنگینیوں میں کھوئے ہوئے تھے، رنگ برنگے پھول، سرسبزی وشادابی، خوشگوار موسم اور نظر نواز نظاروں کے ساتھ ساتھ دینی، علمی اور روحانی بہاروں نے ایک سماں باندھ رکھا تھا کہ اچانک بھوجا ائیرلائن کے طیارے کے حادثے کی خبر ملی، دل اداس ہوگیا، فوراً امداد ٹرسٹ کے امدادی قافلے کے ساتھ جائے حادثہ کی طرف روانہ ہوئے۔ واہموں کا ہجوم ہوگیا، فکرمندی اور پریشانی کے سائے پھیلتے چلے گئے اور پھر موبائل فون پر برقی پیغامات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سب سے پہلے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ناظم تعلیمات مولانا عطاء الرحمن کی شہادت کی اطلاع ملی، تھوڑی دیر بعد مولانا عبدالحکیمؒ کے پوتے اور مولانا عبدالمجید ہزاروی کے بھتیجے اور دست راست جواں سال شہزادے برادرم پیر عثمان رشید کی خبر آئی، پھر مکہ مسجد کراچی کے مولانا یوسف کشمیری کے بڑے بھائی مولانا یونس کشمیری کا سنا، اتنے میں معلوم ہوا کہ ہمارے محلے کے ایک ساتھی بھی اللہ کو پیارے ہوگئے اور پھر اوپر تلے دل دہلا دینے والی اطلاعات۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری سے، کراچی میں جامعہ بنوریہ کے مولانا مفتی نعیم سے، اسلام آباد میں مولانا عبدالغفور، روزنامہ اسلام کے برادرم عنایت الرحمن شمسی اور حفیظ اللہ عثمانی سے راستے میں مسلسل رابطہ رہا، ایک دوسرے سے تعزیت کرتے، احوال معلوم کرتے رہے...... ہرکوئی سوگوار، ہرکوئی اداس...... جائے حادثہ پر پہنچے تو وہاں کا ماحول ہی سوگوار تھا...... کچھ دوست پولیس اور فوج کے آنے اور رش بڑھنے سے پہلے اصل جائے وقوعہ تک پہنچ چکے تھے، لیکن جب رش بہت بڑھ گیا اور امدادی کاموں میں رکاوٹ پیدا ہونے لگی تو فوج اور پولیس نے راستے بند کردیئے تھے اور عین جائے حادثہ پر جانے کی اجازت نہ تھی...... اپنے رشتے داروں کی تلاش میں دیوانہ وار پریشان اور سرگرداں لواحقین کو دیکھ

کلیجہ منہ کو آنے لگتا اور ان کی حالت دیکھ کر پریشانی دو چند ہوئے جاتی تھی...... اگر اپنا کوئی پیارا آخرت کے سفر پر روانہ بھی ہو جائے، اس کی میت سامنے پڑی ہو، یہ یقین ہو کہ ہمارا یہ عزیز اللہ کو پیارا ہو چکا تو پھر بھی کچھ تسلی ہو جاتی ہے...... انسان رو دھو کر چپ ہو جاتا ہے، لیکن اگر خدانخواستہ ایسی کیفیت ہو کہ اپنے پیاروں کی موت وحیات کی ہی خبر نہ ہو، میتیں ملنے اور چہرے دیکھنے کے امکان کا سورج بھی ڈوبتا دکھائی دے تو انسان کس کرب سے دوچار ہوتا ہے، اس کا اندازہ اس طیارے حادثے میں جاں بحق ہونے والے لوگوں کے غم سے نڈھال لواحقین کی بے تابی، اضطراب اور بے بسی دیکھ کر ہوا...... جائے حادثہ کے قریب موجود تھے کہ استاذ مکرم مولانا شبیر احمد عثمانی تشریف لے آئے...... ایک وجیہ اور ہنس مکھ شخص کا چہرہ اس وقت اجڑا ہوا تھا، آنکھوں میں اداسی کے ڈیرے تھے...... استاذ مکرم بھوجا ایئرپورٹ کی اسی پرواز کے ذریعے کراچی سے اسلام آباد تشریف لانے والے مولانا یونس کشمیری کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ گئے ہوئے تھے، وہیں انہیں طیارے حادثے کی اطلاع ملی اور پھر وہ جائے حادثہ پر پہنچ گئے...... بکھرے لاشے، کٹے پھٹے اعضاء، طیارے کے ٹکڑے، مسافروں کا سازوسامان مولانا شبیر جیسا کوئی باہمت دل گردے والا شخص ہی وہ منظر برداشت کرسکتا تھا...... مولانا نے ایئرپورٹ پر کچھ دیر پہلے اپنے عزیزوں کے انتظار میں جو دمکتے چہرے اور بے تاب آنکھیں دیکھی تھیں، اب جب انہیں جائے حادثہ پر روتے، پیٹتے دیکھا تو ان پر کیا گزری ہوگی؟ وہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

وہ شب اسلام آباد کے باسیوں کے لئے بہت سوگوار، المناک اور پریشان کن شب تھی، جائے حادثہ اور ہسپتالوں کے درمیان بھاگتے دوڑتے، اپنی جانیں ہار جانے والوں کے ورثاء سے تعزیت کرتے اور ان کو تسلی دیتے ہوئے اور حادثے کی جزئیات وتفصیلات کرتے ہوئے بیت گئی...... اور رہ گئے وہ لوگ جنہیں اپنے پیاروں کی ''شناخت'' کے کٹھن مرحلے سے گزرنا پڑا، اس کا تصور ہی رونگٹے کھڑے کرنے کے لئے کافی ہے۔ خدا خدا کر کے رات بیتی اور اگلا دن پھر جنازوں کو کندھے دیتے گزر گیا...... مولانا عطاء الرحمٰن کی نماز جنازہ مولانا مفتی ابرار کی مسجد فاروق اعظمؓ میں ادا کی جانی تھی، ایک ایسی عظیم علمی شخصیت جن کے جانے سے پیدا ہونے والا خلاء شاید کبھی پُر نہ ہو سکے، ان کی زندگی پر برادرم مولانا شفیع چترالی نے جو کچھ لکھ دیا، شاید اس پر کوئی اضافہ ممکن نہ ہو۔ مولانا عطاء الرحمٰن کا نام تو بہت سنا تھا، ان کے کام کی تفصیل بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہی، لیکن انہیں بہت قریب سے لیبیا کے ایک سفر کے دوران دیکھنے کا موقع ملا۔ سفر میں ہی کسی کی شخصیت اور عظمت کھل کر سامنے آتی ہے یا پھر اس کی حقیقت اور اصلیت بے نقاب ہوتی ہے...... لیبیا کے اس سفر میں مولانا عطاء الرحمٰن کی سنجیدہ، مگر دلکش شخصیت دھیرے دھیرے دل میں اترتی چلی گئی۔ طرابلس اور

بن غازی کے وہ مناظر، وہ مجالس، وہ محافل اور مولانا کی مسکراہٹیں اور عظمتیں کبھی فراموش نہ کی جاسکیں گی، مسجد فاروق اعظمؓ کے باہر اتنی بڑی تعداد میں ان جواں سال علماء وفضلاء کی، جنہوں نے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے کسب فیض کیا، اُنہیں دیکھ کر مولانا عطاء الرحمٰن کی موت پر بھی رشک آنے لگا۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن عجیب دینی درسگاہ ہے، جس کا فیض بھی بہت عام اور جس کے ابناء کی قربانیوں اور دکھوں کی ایک طویل داستان ہے۔ جنازے میں یوں تو بہت سے چہرے دیکھ کر مولانا عطاء الرحمٰنؒ یاد آئے، لیکن مولانا امداد اللہ صاحب اور مولانا انعام اللہ صاحب کے دکھی چہروں کو دیکھ کر مولانا عطاء الرحمٰنؒ بھی نگاہوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے، گزشتہ دنوں مولانا ولی خان المظفر صاحب نے ایک کالم میں ''امداد وعطاء'' کا جو ذومعنی عنوان باندھا تھا، ان دونوں نامور علماء کرام کی طویل باہمی رفاقت کی اس سے اچھی اور کیا تعبیر ہوسکتی ہے؟ دن کو مولانا عطاء الرحمٰنؒ کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد جب سہ پہر جواں سال مولانا عثمان رشیدؒ کی نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے مسلم گراؤنڈ جانا ہوا تو غم ودرد سوا ہوگیا۔ جواں سال عالم دین، ہنستا مسکراتا چہرہ، چڑھتی جوانی، مولانا عبدالمجید ہزاروی کے ساتھ بہت سی مجالس میں برادرم عثمان رشید سے ملاقات ہوئی، عمر کی صرف چھبیس بہاریں دیکھنے والا مولانا عثمان رشیدؒ ایک شہزادہ دکھائی دیتا تھا، بہت سمجھدار، بہت وجیہ، بہت سی صلاحیتوں کا مالک، اس نوجوان سے ڈھیر ساری توقعات وابستہ کرلی گئی تھیں۔ جنازے کے لئے جاتے ہوئے شیخ الہندؒ سیمینار کے اشتہارات اور پینافلیکس پر ہنستا مسکراتا عثمان رشیدؒ دیکھ دیکھ کر دل سے درد کی ایک ہوک سے اٹھتی رہی، اور جب مولانا عبدالمجید ہزاروی سے ملاقات ہوئی تو ان کی سرخ انگارہ بنی آنکھیں، ہنستا چہرہ، مغموم حالت دیکھ کر بے قرار آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے:

یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا
کھلا تو ضرور مگر کھل کر مسکرا نہ سکا

طیارہ حادثہ پاکستان کی تاریخ کا ایک افسوسناک اور المناک حادثہ ہے، جس کا دکھ اور غم مدتوں رہے گا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عطاء الرحمٰنؒ، پیر عثمان رشیدؒ، مولانا یونسؒ، مولانا عرفانؒ اور دیگر اہل علم سمیت اس جہاز کے تمام مسافروں کو غریق رحمت فرمائیں اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں، آمین۔